کیا قرآن وحدیث "خام مال" ہیں؟

عبدالجبار عثمانی
کوٹ چھٹہ (ڈیرہ غازیخان)

اہلحدیث ہونے کے ناطے اپنی بساط علم کے مطابق تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ دوران تبلیغ مختلف فرقوں کی طرف سے ایک چیز کا بڑی شدت سے ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔

قرآن وحدیث دین کا سرچشمہ ہے۔ اور اس چشمے سے مسائل اخذ کرنا اور حالات حاضرہ کے مطابق اپنانا فقہا کا کام ہے لہٰذا کوئی شخص جب تک کسی فقہی مسلک سے وابستہ نہ ہو وہ قرآن و حدیث پر عمل نہیں کرسکتا۔

میں نے اس چیز پر غور وفکر کیا تو ایک بڑا ہی بھیانک نتیجہ سامنے آیا وہ میں قارئین ترجمان الحدیث کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن وحدیث کو سوائے اہلحدیث (کیونکہ اہلحدیث تو قرآن و حدیث کو ہی اصل اور مکمل دین سمجھتے ہیں) کے سب فرقے اسلام کا ایک سرچشمہ اور ماخذ تو سمجھتے ہیں لیکن خود دین نہیں سمجھتے اس سے قرآن و حدیث کی حیثیت "خام مال" (Raw Material) کی ہو کے رہ جاتی ہے۔ اور اس قرآن و حدیث کو لانے والی ہستی حضرت محمد ﷺ کی حیثیت خام مال مہیا کرنیوالا (Raw Material Supplier) سے زیادہ نہیں رہ جاتی۔

گنا ایک خام مال ہے۔ جس سے گُڑ، شکر اور چینی بنائی جاتی ہے۔ لیکن زمیندار جو اس گنے کو اگاتا ہے ماہ بہ ماہ محنت کرتا ہے رات دن دھوپ اور بارش سے بے نیاز ہو کر مشقت کرتا ہے وہ اس خام مال کو نہایت معمولی قیمت پر "شوگرمل" والوں کے ہاتھ بیچ دیتا ہے کیونکہ وہ خود فیکٹری نہیں رکھتا چینی نہیں بنا سکتا اور جب بازار میں چینی فروخت ہوتی ہے تو کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ یہ فلاں زمیندار کی محنت سے گنا اگا کر بنائی گئی ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ فلان شوگرمل کی بنائی ہوئی چینی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ گنا جو اس کے لئے اہم ہے کس نے مہیا کیا تھا؟ یعنی چینی بن جانے کے بعد صرف بنانے والوں کا نام تو آتا ہے۔ لیکن یہ کبھی ذہن میں نہیں آتا کہ اس کا "خام مال" گنا کس نے محنت سے اگایا تھا اور اگر غور کریں تو ہمیں جب اصل مطلوبہ چیز تیار ہو کر مل گئی تو ہمیں اس سے کیا غرض کہ اس کا خام مال کس نے فراہم کیا تھا؟ یہ عقلی اور نقلی دونوں لحاظ سے فضول ہے اب اسی اصول کو آپ دین کے معاملے میں دیکھیں۔ قرآن و حدیث کو اگر دین کا سرچشمہ اور ماخذ سمجھیں تو اللہ کے رسول کی حیثیت خام مال مہیا کرنے والا رہ جاتی ہے۔ جو اصل کام کی چیز تیار نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسی کام کو وہ آنے والے فقہاء کیلئے چھوڑ جاتا ہے جو اس کی تکمیل کرتے ہیں اب بتایئے کہ "الیوم اکملت

گنا ایک خام مال ہے۔ جس سے گڑ، شکر اور چینی بنائی جاتی ہے۔ لیکن زمیندار جو اس گنے کو اگاتا ہے ماہ بہ ماہ محنت کرتا ہے رات دن دھوپ اور بارش سے بے نیاز ہو کر مشقت کرتا ہے وہ اس خام مال کو نہایت معمولی قیمت پر "شوگرمل" والوں کے ہاتھ بیچ دیتا ہے کیونکہ وہ خود فیکٹری نہیں رکھتا چینی نہیں بنا سکتا اور جب بازار میں چینی فروخت ہوتی ہے تو کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ یہ فلاں زمیندار کی محنت سے گنا اگا کر بنائی گئی ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ فلان شوگرمل کی بنائی ہوئی چینی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ گنا جو اس کے لئے اہم ہے کس نے مہیا کیا تھا؟

لکم دینکم ''کی نفی ہوئی یا نہیں؟ اور پھر اس خام مال (قرآن و حدیث) سے اصل پیداوار حاصل کرنے کیلئے ہمیں کوفے کی فقہ فیکٹری میں جانا پڑے گا جہاں اس کا عمل کیمیائی کے ذریعے کشید کر کے فاضل مادے کو نکال کر اصلی صورت میں پیش کیا جائے گا اور پھر اس کو ''فقہ حنفی'' کے نام سے متعارف کرایا جائے گا۔ اور سمجھا جائے گا کہ اگر اصل اسلام کا نفاذ چاہئے تو اس ''خالص عنصر'' فقہ حنفی کو دل و جان سے قبول کریں۔

اگر انہی خیالات کا نام اسلام ہے تو پھر حضرت محمد ﷺ ہمیں کامل دین دے کر نہ گئے بلکہ اسے ادھورا چھوڑ گئے۔ کیا یہی وہ مقام ہے جو احناف اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو دینا چاہتے ہیں۔ کیا رسول اللہ ہمارے مزدور ہیں جو ہمیں خام مال مہیا کر دیں اور فقہاء جو فقہ فیکٹری کے انجینئر ہیں اس سے جیسے اور جس طرح چاہیں اصول و فروع اخذ کریں جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا مقام کچھ اور بیان کیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھو۔

یعنی اللہ کا رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ (سورۃ الحشر)

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

ہم نے رسول بھیجا ہی اس لئے ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں۔ (سورۃ النساء) فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

خدا کی قسم ان میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک یہ لوگ آپ کو حاکم نہ مانیں اور آپ کے فیصلوں کو دلی رضا مندی سے بے چوں و چرا تسلیم نہ کریں (سورۃ النساء)

ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلا لا مبینا۔

اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن کو اس میں کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں اور اگر کسی نے اس کی خلاف ورزی کی تو گمراہی بالکل ظاہر ہے (احزاب)

ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی کہی ہوئی بات ہر لحاظ سے مکمل اور قابل اتباع ہے۔ رسول کی بات ماننے کیلئے قرآن نے یہ پابندی بالکل نہیں لگائی کہ کوئی کوفی یا عراقی فقیہہ بھی اس کو صحیح کرتا ہے۔

اگر قرآن و حدیث سے مسائل کا استخراج فقہاء نے کیا ہے تو پھر خیر القرون والے بیچارے فیوض و برکات سے محروم رہ گئے اگر وہ واقعی اصول و فروعات سے محروم رہ گئے تو پھر انہیں زبان نبوی نے خیر القرون کیوں کہا لہٰذا حقیقت میں اس زمانے کو کہنا چاہئے اور جب کوفی اور عراقی فقہاء نے فقہ سنبھالی اور فقہی ہتھیاروں سے لیس ہو کر کوفے کے مورچوں میں قرآن و حدیث کے مقابلے میں ڈٹ گئے ایسے ایسے اصول بنا ڈالے کہ حدیث نبوی کسی طرح بھی قابل عمل نہ رہے کبھی کہا گیا کہ حضرت ابوھریرہ اور انس بن مالک کی حدیث قیاس کے خلاف ہو تو مقبول نہیں اور کبھی صحابہ کرام میں غیر فقیہہ کی مذموم تقسیم کی گئی

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

یعنی اللہ کا رسول تمہارے لئے زندگی کے ہر شعبے میں نہایت ہی بہترین نمونہ ہے (سورۃ احزاب)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ زندگی کے ہر معاملے میں

قرآن و حدیث کو اگر دین کا سرچشمہ اور ماخذ سمجھیں تو اللہ کے رسول کی حیثیت خام مال مہیا کرنے والا ہو جاتی ہے۔ جو اصل کام کی چیز تیار نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کام کو وہ آنے والے فقہاء کیلئے چھوڑ جاتا ہے جو اس کی تکمیل کرتے ہیں اب بتایئے کہ '' الیوم اکملت لکم دینکم '' کی نفی ہوئی یا نہیں؟ اور پھر اس خام مال (قرآن و حدیث) سے اصل پیداوار حاصل کرنے کیلئے ہمیں کوفے کی فقہ فیکٹری میں جانا پڑے گا جہاں اس کا عمل کیمیائی کے ذریعے کشید کر کے فاضل مادے کو نکال کر اصلی صورت میں پیش کیا جائے گا اور پھر اس کو ''فقہ حنفی'' کے نام سے متعارف کرایا جائے گا

کلیات سے لیکر اب تک تمام جزئیات ہمارے لئے فراہم کر گئے تھے (بذریعہ وحی) اور کسی کو کسی معاملے میں عقلی گھوڑے دوڑانے کی ضرورت نہیں اور اسوہ حسنہ کا مطلب بھی یہی صحیح ہوسکتا ہے۔ وہ زندگی کی ابتداء سے لیکر قبر کی آغوش تک رہنمائی کرے اور ختم نبوت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اللہ کا رسول ﷺ امت کو ایسا کامل دین دے جائے جو فروعات سے لیکر اصول تک ہر پہلو مکمل بلکہ اکمل ہوتا کہ امتی کامل دین پر عمل کے مکلّف ہوں مگر اس میں ترمیم نہ کرسکیں اگر دین اسلام کو سادہ ترین صورت میں تبدیل کرنا بعد میں آنے والے فقہاء کا کام ہو تو اس سے پیغام آتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے امت کیلئے دین آسان صورت میں پیش نہیں کیا صحابہ کرام بھی اسی غیر منظم اور غیر مرتب اسلام پر عمل کرتے رہے۔ (معاذ اللہ)

اسلام کی تعبیر میں فقہاء کا حصہ ہوا۔ جب کہ یہ چاروں باتیں غلط ہیں کیونکہ قرآن مجید نے مکمل ہی نہیں بلکہ مبالغے کے صیغے کے ساتھ اکمل کہا ہے لہٰذا دین اسلام عبادات واجبات، مستحبات، اخلاقیات، جزئیات، فرائض، سنن، نوافل اور فروع ہر لحاظ سے وفات محمد ﷺ سے پہلے ہی مرتب تھا اور اکمل تھا۔

جب کہ یہ بات سبھی حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ماخذ اور ماخوذ میں زمین آسمان کا فرق ہے ماخذ کسی چیز کے منبع کو کہتے ہیں اور ماخوذ جو چیز اس میں سے نکالی جائے اور نکالنے کا عمل ہر کسی کا اپنا ہوگا اسی طرح قرآن وسنت سے جو شریعت ماخوذ ہوگی جیسی اس کی عقل و دانش ہوگی ویسی ہی وہ شریعت اخذ کرے گا۔ لہٰذا شریعت کو اخذ کرنے کے لئے خود ایک معیار، بنانا پڑے گا۔ اس معیار کو صحیح تسلیم کر کے ہی ہم اخذ شدہ شریعت کو صحیح مان سکیں گے۔

لیکن جو معیار ہم نے اخذ شریعت کیلئے بنایا ہے۔ خود اس کے صحیح ہونے کا معیار کہاں سے لائیں گے؟ جب کہ اللہ کے نزدیک تمام دنیا کے لوگوں کیلئے حق و باطل کا معیار بذات خود قرآن وحدیث ہیں لیکن جب قرآن وحدیث ہی بالا دستی اللہ کے نازل کردہ قرآن کی ہوئی یا ہمارے خود ساختہ معیار کی شریعت سازی ہے جو شریعت اخذ کرنے والے کے خیالات کا آئینہ دار ہوگی لہٰذا شریعت تو منزل من اللہ نہ ہوئی کیونکہ اس میں انسانی افکار کی آمیزش ہے۔ اس سے وحی مقدس کا تصور دھندلا جاتا ہے کیونکہ وحی خدا کا پیغام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کیلئے بذریعہ جبریل امین بھیجتا ہے یہی مخلوق کیلئے ہر پہلو مفید ہوتا ہے۔ اب اگر ہم اس وحی مقدس کو صرف ماخذ مان لیں تو پھر اس سے یہ لازم آئیگا کہ ہم خدا کے فرمان کو بعینہ اپنے عمل کے قابل نہیں سمجھتے بلکہ اس میں مزید غور وفکر کر کے اسے اپنے عمل کرنے کے قابل بناتے ہیں اس طرح دین اسلام کے اکمل ہونے کا دعوٰی تو دور کی بات ہے مکمل ہونے کا دعویٰ بھی غلط ہوجاتا ہے۔

لہٰذا جماعت اہلحدیث اسی بنیاد پر دعویٰ کرتی ہے کہ قرآن وسنت ہی بذات خود شریعت ہے اگر ہم اسے شریعت کا ماخذ سمجھتے ہیں تو پھر یہ ایک خام مال ہے جس کو فیکٹری میں جا کر تکمیل کے مراحل ابھی طے کرتے ہیں اس طرح تو اسلام بھی دیگر گمراہ کن مذاہب کی طرح انسانی افکار کا پلندہ ثابت ہوگا اور اس کی الہامی حیثیت جو اس کا طرہ امتیاز ہے ختم ہو جائے گی۔

بقیہ: اہلحدیث کی علمی وسیاسی خدمات

وزیرآبادی کی قیادت کا ہے۔ مگر قیام پاکستان کے بعد تحریک کی ضرورت باقی نہ رہی تھی اس کے باوجود ہمارے مجاہدین نے جہاد کشمیر میں حصہ لیا مگر ملکی سیاست نے اس سلسلے کا رخ موڑ دیا تحریک مجاہدین پر تقریبا 35 غیر مسلم مورخین نے جنم لیا۔ کتابیں لکھیں ان میں ڈاکٹر ڈی ڈبلیو ہنٹر ہمارے ہندوستانی مسلمان کرنل ایچ سی وی خرام دی بلیک مون ٹین ٹو وزیرستان جسے ڈبلیو کیٹس کی کتاب دی گریٹ دار اینڈ دی فرنٹر تین امریکی مورخ دی نیو والٹ آف اسلام ان سب نے تحریک پر مستقل باب باندھے ہیں اردو میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی سیرت سید احمد شہید اور مولانا غلام رسول مہر کی سید احمد شہید سوانح احمدی مولانا جعفر تھانیسری وغیرہ کی کتب شامل ہیں۔

تحریک جہاد کے متذکرہ ادوار میں اہلحدیث کی سیاسی خدمات کے ساتھ ساتھ علمی خدمات کا بھی تذکرہ شامل ہے۔ جس کے مطابق مولانا شاہ اسماعیل شہید کی تقویۃ الایمان کے علاوہ بیشتر دینی کتب اور موعظہ حسنہ سے ایک دنیا واقف ہے ان کے بعد علمائے اہلحدیث کی علمی خدمات کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا تاآنکہ شاہ محمد اسحاق کی مسند درس و تدریس پر شیخ الکل میاں محمد نذیر حسین دہلوی علیہ الرحمۃ فروکش ہوئے۔ اور ان کے حلقہ دروس سے سینکڑوں نامور طلباء مستفید ہوکر ہندوستان کے طول عرض میں دینی تبلیغ و تدریس میں نمایاں خدمات انجام دیتے نظر آتے ہیں یہ سلسلہ اتنا وسیع ہوتا ہے کہ آج برصغیر میں اہلحدیث کا جال بچھا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ہمارے علماء وخطباء مدرس ومعلم ادیب وشعراء مناظر اور متکلم غرض کہ ہر شعبہ میں اعلیٰ پیمانے پر کام کرنے والے ادارے موجود ہیں اور آج بھی اپنے اپنے میدان میں سرگرم عمل ہیں

الحمدللہ علی ذالک